شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق حقانی صاحب*

شائستہ مزاج انسان

لوکانت الدنیا تدوم لواحدٍ لکان رسول اللہ فیھا مخلداً

ألا انما کانت وفاۃ محمد دلیل علی ان لیس علی اللہ بغالب

دنیا کی حیات ایک عارضی اور اسکی زندگی فانی ہے یہاں کوئی ابدی حیات کیلئے نہیں آیا ہر نفس کو ایک نہ ایک دن جانا ہے اور اسکو موت کا پیالہ پینا ہے۔ کماقال اللہ تعالیٰ کل نفسٍ ذائقۃُ الموت (الآیۃ) اور اگر کسی کو حیات ابدی حاصل ہوتی تو آنحضرت ﷺ ضرور اس نعمت کے مصداق ہوتے مگر آنحضرت ﷺ کا اس دنیا سے چلے جانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہاں پر کوئی ہمیشہ کیلئے نہیں آیا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک بنی نوع انسان بلکہ ہر جاندار کے اپنی مقررہ وقت پر چلے جانے کا سلسلہ جاری وساری ہے...... اسی قانون کے تحت بتاریخ ۲۶ فروری ۲۰۱۴ء بمطابق ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ کو اُم المدارس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ممتاز، مشفق اور ہردلعزیز استاذ حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی (رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً) اس دار فانی کو خیر آباد کہہ کر انتقال کرگئے ...... اِنَّا للہ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ انا للہ ما اخذ ولہ ما اعطی و کل شی عندہ یاجل مسمّی

فانی صاحب کے والد صدر المدرسین:

آپؒ کا تعلق ضلع صوابی کے گاؤں زروبی کے ایک علمی گھرانے سے تھا۔ آپؒ کے والد بزرگوار استاذنا واستاذ العلماء جامع المعقول والمنقول بقیۃ السلف حضرت العلامہ مولانا عبدالحلیمؒ زروبوی صدر المدرسین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، جو کہ اپنے وقت کے متکلم اسلام تھے۔ حضرت الاستاذؒ ۱۳۵۳ھ کو شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور دیگر اکابرین سے شرف تلمذ حاصل کرکے دارالعلوم

---

* نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دیوبند سے فارغ ہوئے، پاکستان بننے سے قبل دہلی میں واقع مدرسہ رحمانیہ اور مدرسہ رحیمیہ میں اپنا تدریسی مشغلہ جاری رکھا اور تقسیم ہند کے بعد جب والد محترم شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد رکھی تو صدر صاحب نے کچھ عرصہ بعد یہاں دارالعلوم حقانیہ میں تدریس کا آغاز کیا مگر صحت کی خرابی کی وجہ سے یہ سلسلہ قائم نہ رہ سکا اور کافی عرصہ گھر پر رہے، ایک سال کراچی میں مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ مارکیٹ میں بھی اعلیٰ کتابیں پڑھاتے رہے اور بیماری کا علاج بھی کرتے رہے اس وقت علامہ محمد یوسف بنوریؒ بھی وہاں مدرس تھے۔

دارالعلوم حقانیہ آمد:

بالآخر ۱۹۵۸ء میں دوبارہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور آخر دم تک دارالعلوم حقانیہ میں تدریسی مشغلہ جاری رکھا۔ دارالعلوم کے ابتداء ہی سے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ دورہ حدیث کی تمام کتابیں خود پڑھاتے رہے، بعد میں حضرت والد صاحب مرحومؒ نے صحیح مسلم اور صحیح بخاری شریف جلد۲ کی کتاب التفسیر، کتاب الرد علی الجھمیہ وغیرہ حضرت صدر صاحب کے حوالے کیں اور آخر تک صحیح مسلم، بیضاوی شریف، توضیح تلویح اور مسلم الثبوت آپؒ کیساتھ مخصوص رہیں۔ آپؒ کا مزاج چونکہ متکلمانہ اور فلسفیانہ تھا اس لئے یہی مزاج درس وتدریس میں بھی منتج رہا، بعض طلباء کرام جنہوں نے امام رازیؒ اور غزالیؒ کے درس کے بارے میں پڑھا تھا وہ آپؒ کو وقت کے رازیؒ اور غزالیؒ کہا کرتے تھے، درس کے دوران آپؒ کے الفاظ مختصر مگر جامع ہوا کرتے تھے اور ہر مسئلے کو جچے تلے الفاظ میں بیان فرماتے تھے اسی لئے آپؒ کا درس حشو وزوائد اور تکرار سے پاک رہتا تھا۔

الولد سر لابیه:

مولانا ابراہیم فانیؒ اُس عالمگیر شخصیت کے فرزند ارجمند تھے۔ آپؒ بھی الولد سرٌ لابیہ کے مصداق تھے۔ آپؒ نے عصری تعلیم کے بعد تمام دینی علوم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں حاصل کیے۔ مجھ ناچیز سے بھی ابتدائی اور بعض درجات علیاء کی کتابیں پڑھیں تھی، زمانہ طالبعلمی سے ایک فقیرانہ اور درویشانہ مزاج کے مالک تھے۔ فراغت کے بعد جامعہ ہی میں مدرس مقرر ہوئے اور آخری دم تک جامعہ ہی میں درس وتدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ابتدائی کتابوں سے لیکر درجات عالیہ تک کی تقریباً اکثر کتابیں پڑھائیں۔ اور چند سالوں سے دورہ حدیث میں سنن نسائی، موطا امام مالکؒ اور موطا امام محمدؒ بھی پڑھاتے رہے۔ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ آپؒ نے تصنیف وتالیف میں بھی خدمات سرانجام

دی، جن میں سے بعض کتابیں منصۂ شہود پر آچکی ہیں اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مؤقر رسالہ الحق اور نوائے حق ودیگر رسائل میں بھی مختلف موضوعات پر مضامین شائع ہو چکے ہیں ۔آپؒ کی ان تمام کاوشوں نے عوام وخواص اور علمی حلقوں میں پذیرائی حاصل کی ۔علمی ذوق کے علاوہ آپ اپنے والد ماجد حضرت صدر صاحبؒ کی طرح شعروشاعری کیساتھ بھی عشق کی حد تک شغف رکھتے تھے۔حضرت صدر صاحبؒ بھی شعروشاعری کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔آپؒ نے زمانہ طالبعلمی میں عربی اور فارسی زبان میں کئی عمدہ قصائد اور مراثی لکھے تھے اور حضرت فانیؒ صاحب بھی عربی، فارسی، اردو اور پشتو چاروں زبانوں کے مایہ ناز شاعر تھے،جس کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

ہرکمالے رازوالے:

مگر ہر کمالے رازوالے، اور بنصِ قرآن کریم كل من عليها فان (الاية) زمین پر بسنے والی ہر چیز کو فنا ہونا ہے۔

موت ایک حقیقت ہے ،جس کے سامنے عالم ،جاہل، جوان ،بوڑھا ،مرد اور عورت ،صحیح وسقیم سب برابر ہیں اور ہرایک کے جانے کا وقت مقرر ہے اور جب وہ گھڑی آجاتی ہے تو لا يستأخرون ساعةً ولا يستقدمون...... (الاية) تو وہ آنکھ جھپکنے بھی آگے پیچھے نہیں ہوتی ۔مگر بعض حضرات کا دنیا سے چلے جانا دل میں گہرا نقش چھوڑ جاتے ہیں ......حضرت فانی صاحبؒ بھی ان شخصیات میں ہیں جن کی یادیں ابد تک زندہ رہیگی ۔آپؒ اتنی وسعت علمی کے باوجود سادگی ، عاجزی اور انکساری کا نمونہ تھے۔جامعہ میں ۳۵ سالہ تدریسی دور میں اسباق کی پابندی مثالی رہی ،گھنٹے میں بروقت جانا آپؒ کا ایک وطیرہ تھا،اپنے اساتذہ اور اکابرین کے انتہائی باادب رہے ہیں۔چہرے پر ہر وقت بشاشت اور مسکراہٹ رہتی تھی ۔چونکہ آپؒ طویل عرصہ سے ذیابیطیس کے مریض تھے اور کافی عرصہ علالت میں گزری مگر انہوں نے کبھی بھی کوئی شکوہ یا شکایت نہیں کی ۔ساری عمر صبر وشکر کیساتھ گزاری اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا۔مجھ ناچیز کیساتھ عشق کی حد تک تعلق تھا اور میں بھی فانی صاحبؒ کو ایک مخلص دوست کی طرح دیکھتا تھا۔

اللهم اغفرله وارحمه واكرم نزله ونورقبره ووسع مدخله ولاتحرمنا اجره بعده وادخله الجنة مع الابرار۔امين

☆ ☆ ☆